''التعلیقات'' میں آ گیا ہے۔

5۔سنن نسائی کے طلباء کو اسناد و احادیث میں پیش آنے والے اشکالات کے حل کا اہتمام کیا گیا ہے۔نیز اس میں ایسے مباحث بھی ہیں جو متداول شروح میں اس طرح ملخص انداز سے موجود نہیں۔ نیز اس میں شاہ ولی اللہؒ کے فوائد حدیثیہ کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔

6۔احادیث کا شمار اور ایسا انڈکس مرتب کیا گیا ہے جس سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کس صحابی کی حدیث کہاں کہاں ہے۔ اس طرح اس نسخے سے بوقت ضرورت ''مسند ''کا فائدہ بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

7۔اس شرح میں ایک اشاریہ بنام''دلیل المباحث المهمة فی التعلیقات السلفیة''آسانی کے لیے موجود ہے۔

معروف نقاد حدیث مولانا ارشاد الحق اثری متعنا الله بطول حیاته کے نزدیک ''تعلیقات سلفیہ'' بلا ریب اپنی جامعیت اور فنی خوبیوں کی بنا پر تمام شروح وحواشی سے ممتاز ہے۔(ھفت روزہ اھلحدیث: خدمات اھلحدیث نمبر ص ۱۸۳)

التعلیقات السلفیة برصغیر کے غیر معمولی طویل وعریض، حجم میں ضخیم ،غیر واضح طرز کتابت اور الٹے سیدھے اور ترچھے حواشی کے برعکس سہل التناول، مناسب سائز، دلآویز شکل اور پر اعتماد کتابت کے ساتھ پانچ جلدوں میں بھی شائع ہوئی ہے۔

## 5- إنجاز الحاجة شرح سنن ابن ماجه لشيخ الحديث محمد علی جانبازؒ

مولانا حفظه الله ' الجامعة الرحمانية سیالکوٹ کے مہتمم اور علوم اسلامیہ کے عالم متبحر ہیں۔

تقدیم الکتاب کے نام سے حافظ صلاح الدین یوسف نے برصغیر میں علمائے اہل حدیث کی دینی، علمی اور حدیثی خدمات کا تفصیلی تذکرہ 18 صفحات میں کیا ہے۔شرح کے آغاز میں مصنف کتاب نے 100 صفحات پر مشتمل نہایت گرانقدر مقدمہ لکھا ہے' جو موضوع وغایت حدیث، تدوین حدیث کی تاریخ، مسانید کی تدوین، کتب صحاح کی ترتیب وتالیف، سنت کی تشریعی حیثیت ودلائل اور برصغیر میں علم حدیث کی نشر واشاعت میں شیخ علاء الدین علی بن حسام الدین المتقی (م 975ھ) شیخ محمد طاہر پٹنی (م 986ھ)، شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م 1052ھ)، شاہ ولی اللہ (م 1176ھ)، شاہ محمد اسحاق (م 1262ھ)، سید نواب صدیق الحسن خان قنوجیؒ (م 1307ھ) کی تصنیفی خدمات اور شیخ سید محمد نذیر حسین دہلویؒ (م 1320ھ)، مولانا عبد السلام بستویؒ (م 1974ء)، مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوریؒ (م 1404ھ)، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ (م 1987ء)، مولانا محمد داؤد راز دہلویؒ (م 1402ھ)، مولانا عبد الصمد شرف الدین دہلویؒ اور مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ (م 1996ء) اور مولانا عبد الغفار حسن عمر پوریؒ (م 2007ء) کی تدریسی خدمات، امام ابن ماجہؒ کے حالات زندگی، تصنیفات، سنن ابن ماجہؒ کے بارے میں محدثین عظامؒ کے تأثرات، اس کے 16 شروح، حواشی وتعلیقات کے تذکرے پر مشتمل ہے۔

# دین اسلام اور ہماری زندگی

ابوشماس ابراہیم محمد علی

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿يٰأيها الذين امنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف يأتي الله بقوم يحبّهم ويحبّونهٗ أذلةٍ على المؤمنين أعزةٍ على الكٰفرين﴾ (المائدة: ٥٤) ''اے ایمان والو! تم میں سے کوئی بدبخت اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم لے آئے گا جن کو وہ محبوب رکھے گا اور وہ اسے محبوب رکھیں گے، جو مسلمانوں کے لئے نرم دل اور کافروں کے لئے سخت مزاج ہوں گے۔''

رب العالمین ایمان کے دعویداروں سے خطاب کرتے ہوئے فرما رہا ہے: اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے دین سے انحراف کر کے کفر اختیار کر لے یا اللہ کے ساتھ کیے ہوئے عہد و پیمان سے بے وفائی کرے تو وہ شخص، طبقہ یا جماعت یہ نہ سمجھے کہ اس کے دین حق سے انحراف یا رب العالمین کے ساتھ طے کردہ عہد سے بے وفائی کے نتیجے میں معاذ اللہ' اللہ کا دین کمزور ہو جائے گا، یا اس کی بدعہدی سے نعوذ باللہ دین کی عمارت منہدم ہو جائے گی۔

ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ بلکہ: ﴿فسوف يأتي اللّٰه بقومٍ﴾ ''پس اللہ (ان کی جگہ) ایک نئی قوم منظر عام پر لے آئے گا'' اور وہ لوگ ایسے ہوں گے: ﴿يحبهم﴾ اللہ کو ان سے محبت ہوگی۔ ﴿ويحبّونه﴾ اور انہیں اللہ سے محبت ہوگی۔ اور اللہ ان سے اپنے دین کی خدمت وحفاظت اور اقامت و نفاذ کا کام لے گا۔ وہ اس کی راہ میں سر ہتھیلی پر رکھ کر دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہوں گے اور کوئی سر پھرا ان پر اساس پسند، بنیاد پرست، وہابی یا ارھابی (دہشت گرد) ہونے کا ''**الزام**'' لگائے' وہ ایسی ملامتوں کی پروا نہیں کریں گے۔ یہ توفیق' اللہ رب العزت کا خاص فضل ہے' جو اعلیٰ پائے کے خوش نصیب و پرہیز گار لوگوں کو عطا فرماتا ہے اور اللہ پاک نہایت وسعت والا اور خوب علم والا ہے۔

## اللہ کا دین بندوں کا محتاج نہیں، بندے اللہ کے دین کے محتاج ہیں

اس مقام پر یہ نکتہ سمجھایا جا رہا ہے کہ اللہ کے پسندیدہ دین کی خدمت کرنے والے، اللہ کے دین کی ترویج اور اس کے استحکام کی سعی کرنے والے کبھی بھول کر بھی یہ نہ سمجھیں کہ اللہ وحدہ لاشریک کا دین ان کی کوششوں کا محتاج ہے یا اللہ کے دین کی بقا، اس کی حفاظت واستحکام شاید انہی کی وجہ سے ہے، یا اس کا انحصار ان کی کاوشوں پر ہے۔

رب العالمین کا مقرر کردہ دین **کسی بھی بندے** کا مرہونِ منت نہیں۔ فرمایا: لوگو! میرا دین تم میں سے کسی کا محتاج

نہیں، اگر تم راہ حق سے ہٹ کر مرتد بن جاؤ، نہ صرف دین کی تبلیغ واشاعت روک دؤ بلکہ کفر کی نشر و اشاعت شروع کر دو، تب بھی دین کی عمارت گرے گی نہیں...... کسی کے نہاں خانہ دل میں یہ کج فہمی نہ رہنے پائے۔ بلکہ اس صورت میں تمہیں تباہ و برباد کر کے اپنے دین کی خدمت کی سعادت کسی اور کو عطا کروں گا۔ تا کہ یہ بات اچھی طرح آشکار ہو جائے کہ دین، بندوں کا محتاج نہیں، بلکہ بندے ہی دین کے محتاج ہیں۔

## اللہ تعالیٰ خدمت دین کا کام بندوں ہی سے لیتا ہے

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت اور اس کی خدمت کا کام اپنے بندوں کے ذریعے ہی لینا ہے اور اللہ جب تک چاہے اس کی حفاظت کا کام جاری وساری رہے گا۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝﴾[الحجر ٩] '' ہم ہی نے (انسانیت کی بہتری اور فلاح ونجات کے لیے) اس صحیفہ ہدایت کو نازل کیا ہے اور ہم خود اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔''

یعنی دین اسلام کی ترقی وکامرانی کا انحصار کسی کی ذاتی محنت پر نہیں، اگر چہ اس کی مخلصانہ سعی وکاوش سے دین کو فروغ اور ترقی مل رہی ہو۔ ساتھ ہی یہ حقیقت بھی ذہن نشین رہے کہ دنیا میں دین کی حفاظت کا کام اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے نہیں بلکہ اپنے مکلّف بندوں ہی کے ذریعے لیتا ہے۔ بعض منتخب انسانوں کو ہی یہ شرف اور اعزاز عطا فرماتا ہے کہ ان کے ذریعے اس زمین پر دعوت وترویج دین کا نظام قائم ہو اور انہی کے ذریعے اسلام کو سربلندی اور استحکام نصیب ہو۔ لیکن یہ خوش نصیب کون لوگ ہوں گے؟ یہ وہ لوگ ہوں گے جو ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی صورت میں اللہ کے ساتھ کیے ہوئے ''عہد'' کو پورا کرتے ہیں۔ ﴿...... ومحیایَ ومماتي لله رب العٰلمين ۝﴾ یعنی وہ اسی دین کی سربلندی کے لیے جیتے اور اسی کے فروغ واستحکام کے لیے مرتے ہیں۔ اس عہد کی پاسداری میں اسے جان ومال کی قربانی دینا پڑے گی، اس کی عزت پر حملے بھی ہوں گے، آرام وسکون بھی قربان کرنا پڑے گا، دین دشمن طاقتوں سے نبرد آزمائی کے خطرناک مواقع بھی آئیں گے، باطل اور طاغوتی قوتوں کے خلاف میدان عمل بھی نکلنا ضروری ہوگا، دین کے باغیوں اور سرکشوں سے معرکہ آرائی بھی کرنا پڑے گی۔ غرض اسے قدم قدم پر آزمائشوں اور صعوبتوں سے گزرنا ہوگا۔ تب اس کے تقاضے پورے ہوں گے۔

**یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے  لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا**

## ''باغباں بھی خوش رہے، راضی رہے صیاد بھی''

لیکن افسوس، صد افسوس آج مسلمانوں نے نیکی اور بدی دونوں کے ساتھ ''سمجھوتہ'' کر رکھا ہے...... دونوں کو یکساں طور پر اپنی زندگی میں قبول کر لیا ہے...... نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، زکاۃ دیتے ہیں، حج کرتے ہیں، جہاد پر بھی یقین رکھتے

ہیں، قرآن کی تلاوت، صدقہ خیرات دینا...... یہ ''سب'' ہماری زندگی کا ایک رخ ہیں، ایک رنگ ہیں......... لیکن ہم ایک اور رُخ بھی رکھتے ہیں، ایک اور چہرہ بھی رکھتے ہیں...... وہ چہرہ ہم نے ''معاملات'' کے لئے سنبھال رکھا ہے، وہ چہرہ ہمیں کاروبار وسیاست کے معاملات میں نظر آتا ہے، لین دین اور اسلامی بھائیوں کے ساتھ میل ملاقات میں دکھائی دیتا ہے۔

ان مقامات پر مسلمان کا برتاؤ دیکھیے تو کوئی تصور بھی نہ کر سکے کہ یہ شخص پانچوں وقت کا پکا نمازی ہے، یہ لوگوں کو عدل وانصاف کا درس دینے والا ہے...... ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اپنے معاملات کو صاف شفاف رکھتے اور معاشرے میں جو ظلم وزیادتی ہو رہی ہے' ان کی روک تھام کے لیے کمر ہمت کس کر نکل کھڑے ہوں۔ جو لوگ اس وقت اللہ کی مخلوق کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں' ان کے خلاف علم جہاد بلند کرتے۔

معاشرے پر نظر ڈالیے تو ہر طرف دھوکہ ہی دھوکہ ہے، جھوٹ بولا جا رہا ہے، لوگوں کی جیبیں کاٹی جا رہی ہیں، غبن ہو رہا ہے، رشوت کا بازار گرم ہے، قوم کا خزانہ لوٹا جا رہا ہے، دجل وفریب اور کذب وافترا کے ذریعے دنیا کمائی جا رہی ہے۔ بازاروں میں ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ اور گراں فروشی ہو رہی ہے...... دنیا کمانے کی حرص وہوس نے لوگوں کو اندھا کر دیا ہے...... ہر ایک کی سوچ یہی ہے کہ راتوں رات امیر اور مالدار بن جاؤں، جلد از جلد قارون بن جاؤں...... یہ ظالم دوسروں کے رونے پر ہنس رہا ہے، دوسرے کی تنگی میں خوشی کا سامان تلاش کر رہا ہے، دوسرے کی مجبوری سے فائدہ اٹھا رہا ہے، اپنی تجوری بھرنے کے لیے دوسرے کے بچوں کے منہ سے نوالہ تک چھین رہا ہے......

افسوس صد افسوس! یہی ہمارے متضاد چہرے ہیں، یہ یکسر متضاد طرز ہائے عمل ہیں اور ہم نے ان دونوں کو یہ کہہ کر قبول کر لیا ہے کہ ''وہ'' ہمارا دین ہے اور ''یہ'' ہماری دنیا۔

**اے چمن والو! چمن میں یوں گزارنا چاہیے**
**باغباں بھی خوش رہے، راضی رہے صیاد بھی**

ہماری شخصیتیں دوہری شخصیتیں بن کر رہ گئی ہیں!! ہمارا کردار منافقت وریاکاری کی آماجگاہ بن کر رہ گیا ہے!! یہ دوہرا پن، یہ تضاد وریاکاری سب اللہ سے کیے ہوئے ''عہد'' کی خلاف ورزی ہے۔ اس دوہرے پن نے ہماری زندگی کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ ہماری زندگی کے چار حصے ہو گئے ہیں، تین حصے ہم نے دنیا کے سپرد کر دیے ہیں' جب کہ ایک حصہ اللہ کے دین کے نام وقف کر دیا ہے...... یہ تفریق ہم نے خود قائم کی ہے، یہ حصے بخرے ہم نے خود کیے ہیں...... اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ایسی کوئی تفریق نہیں کی۔

جب سوال کیا جاتا ہے کہ ''جناب یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟!'' تو جواب ملتا ہے ﴿ولا تنس نصيبك من الدنيا﴾